یہاں بحث یہ نہیں کہ اس اتباع سے حضرت علیؓ نے کیا مراد لی ہے بلکہ بحث یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہؓ نے کیا مراد لی ہے؟

دوسری بات یہاں قاضی صاحب نے یہ کہی ہے کہ "میری بحث مولانا ابوریحان سے اس بات میں ہے کہ کیا حضرت علی المرتضیٰ نے بھی والذین اتبعوھم میں صرف ایمان میں اتباع مراد لی ہے یا دوسرے امور میں بھی، تو مولانا سندیلوی کی تشریح کے مطابق حضرت علی المرتضیٰؓ نے ایمان کے علاوہ دوسرے امور میں بھی اتباع مراد لی ہے۔"

قاضی صاحب کی اس بات کا جواب ملاحظہ کرنے سے پہلے قارئین یہ ذہن نشین کرلیں کہ یہاں پر بحث آیت اتباع باحسان سے ایک استدلال ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صفینی اجتہادی موقف کی تائید و تصحیح کیلئے اور دوسرا استدلال ہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفینی اجتہادی موقف کی تردید و تغلیط کیلئے۔ لیکن ان میں سے کوئی استدلال بھی بذات خود حضرت علیؓ نے نہیں کیا، نہ اپنے موقف کی تائید کیلئے اور نہ حضرت معاویہؓ کے موقف کی تردید کیلئے اور نہ انہوں نے اس اتباع سے یہاں کوئی اتباع ہی مراد لی ہے۔ بلکہ ان کے موقف کی تائید کیلئے تو استدلال کیا ہے سندیلوی صاحب نے اور انہوں نے ہی اس اتباع سے مراد بھی لی ہے جو بھی لی ہے۔ اور حضرت معاویہ کے موقف کی تردید کیلئے اس آیت سے استدلال کیا ہے قاضی صاحب نے۔ اور حضرت معاویہؓ کی طرف سے جوابدہی کرتے ہوئے جواباً اتباع سے مراد میں نے لی ہے جو بھی لی ہے، بذات خود حضرت معاویہؓ نے نہ اس تردیدی استدلال کا کوئی جواب دیا ہے اور نہ اس اتباع سے انہوں نے خود کوئی مراد لی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے تائیدی یا تردیدی کسی بھی قسم کا استدلال کرنے اور اس اتباع سے مراد لینے کی تمام تر گفتگو سندیلوی صاحب، قاضی صاحب اور راقم الحروف ابوریحان کے درمیان دائر ہے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہما) کا دامن ان تائیدی و تردیدی استدلالوں اور اتباع کی مرادوں سے بالکل پاک ہے۔ لیکن قاضی صاحب نے یہاں اس استدلال کی اور اس اتباع سے مراد کی نسبت چونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کی ہے اس لئے ہم بھی مشاکلۃً ان چیزوں کی نسبت حضرت علی اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہما) کی طرف کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت وہی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ قارئین اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھیں تاکہ کل کلاں قاضی صاحب اگر ہماری اس نسبت پر بہتان تراشی یا تضاد بیانی جیسا کوئی اعتراض اٹھائیں تو قارئین کو اسکی حقیقت جاننے کیلئے ہماری طرف سے جواب کا انتظار نہ کرنا پڑے۔

سبائی فتنہ (جلد اول)

مصنف:- حضرت مولانا ابوریحان سیالکوٹی

ایک تہلکہ خیز کتاب ——— ایک علمی محاسبہ

ملنے کے پتے:- بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
شیخ فہیم اصغر فہیم چپل سٹور، قاضی مارکیٹ، تلہ گنگ

مفتی ابومعاویہ منظور احمد تونسوی

قسط ۴

آزر ـــ کون ؟

چند شبہات کا ازالہ

۱۸ : تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں :

لکن قال محمد بن اسحاق والضحاک والکلبی ان آزر اسم ابی ابراھیم واسمہ تارخ ایضا مثل اسرائیل ویعقوب وقال مقاتل وابن حبان آزر لقب لابی ابراھیم واسمہ تارخ قال سلیمان التیمی ھو سبّ وعیب ومعناہ فی کلامھم المعوج

لیکن محمد ابن اسحٰق اور ضحاک اور کلبی رحمہم اللہ نے فرمایا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام ہے اور اس کا نام تارخ بھی ہے جیسے اسرائیل اور یعقوب دو نام ہیں ایک ذات کے ، اور مقاتلؒ اور ابن حبانؒ نے فرمایا کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب اور تارخ اس کا نام تھا ، اور سلیمان التیمی نے فرمایا کہ آزر گالی اور عیب کو کہا جاتا ہے اور اس کا معنی ان کے کلام (لغت) میں ٹیڑھا ہونے کے ہیں ۔

(تفسیر مظہری ، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۲۵۶ ج ۲)

اور ص ۳۰۹ ج ۲ پر بخاری کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو امام بخاریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے ، کہ قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کی شکل مسخ کرکے اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا ، اور اس کے بارے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سفارش قبول نہیں کی جائیگی !

۱۹ : علامہ امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر اتقان فی علوم القرآن مطبوعہ دار الفکر بیروت کے ص ۱۳۸ پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

(ابراھیم) قال الجوالیقی ھو اسم قدیم لیس بعربی و قد تکلمت به العرب علی وجوہ اشھرھا ابراھیم ..... وھو ابن آزر و اسمه تارح بمثناۃ وراء مفتوحۃ وآخرہ حا مھملۃ" الخ۔

اسم شریف (ابراہیم) کا جوالیقی نے فرمایا کہ یہ قدیم نام ہے جو کہ غیر عربی ہے اور اہلِ عرب نے اس کو کئی طرق سے پڑھا ہے سب سے زیادہ مشہور تلفظ ابراہیم ہے وہ آزر کا بیٹا ہے اور آزر کا نام تارح تھا۔ تائے مثناۃ اور راء مفتوحہ اس کے آخر میں حائے مہملہ ہے۔

۲۰: سیدنا لوط علیہ السلام کا نسب نامہ بیان کرتے ہوئے امام موصوف لکھتے ہیں:

(لوط) قال ابن اسحاق ھو لوط بن ھاران بن آزر و فی المستدرک عن ابن عباسؓ قال لوط ابن اخی ابراھیمؑ

ابن اسحٰق نے فرمایا کہ لوط ابن ہاران ابن آزر ہے اور مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت ہے فرمایا لوط سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

(اتقان فی علوم القرآن مطبوعہ دار الفکر بیروت ص۱۳۹ ج ۲)

۲۱: تفسیر خازن میں ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اختلف العلماء فی لفظ آزر فقال محمد بن اسحٰق والکلبی والضحاکؒ آزر اسم ابی ابراھیم وھو تارح ضبطه بعضھم بالحاء المھملۃ و بعضھم بالخاء المعجمۃ فعلی ھذا یکون لابی ابراھیم اسمان آزر و تارح مثل

"اور جب فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آزر کو"، علماء نے لفظ آزر میں اختلاف کیا ہے محمد بن اسحٰق اور کلبی اور ضحاک نے فرمایا کہ آزر نام ہے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا اور وہی تارح ہے بعض نے اس لفظ کو حاء مہملہ سے ضبط کیا ہے اور بعض نے خاء معجمہ کے ساتھ تو اس بناء پر ابراہیم علیہ السلام کے والد کے دو نام ہوں گے آزر۔ اور تارح جیسا کہ یعقوب

يعقوب واسرائيل اسمان
لرجل واحد فيحتمل ان
يكون اسمه الاصلي آزر
وتارح لقب له وبالعكس
والله سماه آزر وان كان
عند النسابين والمؤرخين
اسمه تارح ليعرف بذلك
وكان آزر ابو ابراهيم
من كوثى وهي قرية من
سواد الكوفة وقال سليمان
التيمي آزر سب وعيب و
معناه في كلامهم المعوج
(الي) وقيل هو المخطئ فكان
ابراهيم عابه وذمه بسبب
كفره وزيغه عن الحق وقال
سعيد بن المسيب ومجاهد
آزر اسم صنم كان والد
ابراهيم يعبد وانما سماه
بهذا الاسم لان من عبد
شيئاً او احبه جعل اسم
ذالك المعبود او المحبوب
اسماً له فهو كقوله يَوْمَ
نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ
وقيل معناه وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ

اور اسرائیل دو نام ہیں، ایک ہی آدمی کے
تھے تو یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا اصلی
نام آزر ہو اور تارح اس کا لقب ہو
یا اس کے برعکس، بہرحال اللہ تعالیٰ
نے تو اس کا نام آزر رکھا ہے اگرچہ
علماء نسب اور مؤرخین کے ہاں اس کا نام
تارح زیادہ معروف ہے۔ ابراہیم علیہ السلام
کے والد کوفہ کے ایک دیہاتی گاؤں کے
رہنے والے تھے بناءً علیہ وہ کوفی کہلاتے
ہیں، اور سلیمان تیمی نے کہا ہے کہ آزر کا
معنیٰ خطاء، عیب کے معنیٰ میں استعمال ہوتا
ہے اور ان کی زبان میں آزر کا معنیٰ کجرو
(گمراہ) ہے یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ آزر کا
معنیٰ خطاکار ہے تو گویا ابراہیم علیہ السلام
اس لفظ سے اس کو عیب لگا رہے ہیں
اور اس کی مذمت کر رہے ہیں اس کے
کفر اور حق سے روگردانی کی وجہ سے، اور
سعید بن المسیبؒ اور مجاہدؒ نے فرمایا کہ
آزر ایک بُت کا نام تھا ابراہیم علیہ السلام
کے والد اس بت کی پرستش (عبادت)
کرتے تھے اس وجہ سے اس کا نام اس
کے معبود بُت کے نام پر رکھ دیا گیا ہے
اور جاہلیت میں ایسا ہوتا رہتا ہے کہ محبوب
کے نام پر محب کا اور معبود کے نام پر عابد

لِاَبِیۡہِ یا عابد آزر فحذف
المضاف واقیم المضاف
الیہ مقامہ والصحیح
هو الاول ان آزر اسم
لابی ابراهیم لان الله تعالیٰ
سماه بہ وما نقل عن
النسابین والمؤرخین
ان اسمہ تارخ ففیہ نظر
لانهم انما نقلوه عن
اصحاب الاخبار واهل
السیر من اهل الکتاب
ولا عبرۃ بنقلهم وقد اخرج
البخاری فی افراده من حدیث
ابی هریرۃ ان النبی صلی الله
علیه وسلم قال یلقی ابراهیم
علیه السلام اباه آزر یوم
القیامة وعلی وجه آزر
قترة وغبرة الحدیث فسماه
النبیّ صلی الله علیه وسلم
آزر ایضًا ولم یقل اباه
تارخ فثبت بهذا ان اسمه
الاصلی آزر لا تارخ والله
اعلم۔ (تفسیر خازن ص ۲۶، ۲۷ ج ۲)

کا نام رکھ دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ جس دن ہم لوگوں کو ان
کے پیشواؤں کے نام پر بلائیں گے، اور
بعض نے کہا کہ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ
لِاَبِیْهِ آزَرَ کا معنیٰ ہوگا اذ قال
ابراہیم لابیہ یا عابد آزر کہ
اے آزر کے پجاری، پھر مضاف کو
حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کی جگہ
کھڑا کیا گیا ہے۔ اور صحیح پہلی بات ہے
کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا
نام ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان
کا یہی نام ذکر کیا ہے۔ اور وہ جو نسابین
اور مؤرخین سے منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام
کے باپ کا نام تارخ تھا، اس پر اعتراض
ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے یہ نام اہل
کتاب کے اہل اخبار اور اہل سیر سے
نقل کیا ہے اور ان کی نقل کا کوئی اعتبار
نہیں ہے۔ اور امام بخاریؒ نے افراد میں
حضرت ابی ہریرہؓ کی حدیث سے نقل کیا
ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے
باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے
چہرے (منہ) پر غبار اور سیاہی چھا رہی
ہوگی، الحدیث، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر رکھا ہے نہ کہ تارخ ، واللہ اعلم !

۲۲ : تفسیر قرطبی میں ہے :

"وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ" تکلم العلماء فی هذا، فقال ابوبکر محمد بن محمد بن الحسن الجوینی الشافعی الاشعری فی النکت من التفسیر له و لیس بین الناس اختلاف فی ان اسم والد ابراهیم تارح والذی فی القرآن یدل علی ان اسمه آزر، وقیل آزر عندهم ذمٌ فی لغتهم کانه قال واذ قال لابیه یا مخطئ (اَتَتَّخِذُ اصنامًا آلهة (الی) قلت ما ادعاه من الاتفاق لیس علیه وفاق فقد قال محمد بن اسحاق والکلبی والضحاک ان آزر ابو ابراهیم علیه السلام وهو تارخ مثل اسرائیل ویعقوب (قلت) فیکون له اسمان کما تقدم وقال مقاتل آزر لقب وتارخ

"اور جب فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے" علماء نے اس بارے میں کلام کیا ہے ابوبکر محمد بن محمد بن الحسن الجوینی الشافعی الاشعریؒ نے النکت فی التفسیر میں فرمایا کہ اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے اور وہ جو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا نام آزر تھا اور کہا گیا ہے کہ آزر ان کی لغت میں گالی (ذم) کے لئے ہے گویا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اسے خطاکار! کیا تم بتوں کو الٰہ مانتے ہو"..... یہاں تک کہ محمد بن اسحاق اور کلبی اور ضحاک نے فرمایا کہ آزر جو ابراہیم علیہ السلام کے باپ ہیں وہ تارخ ہیں، یعنی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کے دو نام ہیں، ایک آزر اور دوسرا تارخ جیسے یعقوب اور اسرائیل ایک ہی ذات کے دو نام ہیں، اور مقاتل نے فرمایا! کہ آزر لقب اور تارخ نام ہے ثعلبی نے ابن اسحٰق القشیری سے اس طرح

اسم، وحكاه الثعلبي عن ابن اسحاق القشيري ويجوز ان يكون على العكس قال الحسن كان اسم ابيه آزر ...... وقال الثعلبي في كتاب العرائس ان اسم ابي ابراهيم الذي سماه به ابوه تارح فلما صار مع النمرود قيّما على خزانة آلهته سماه آزر وقال مجاهد ان آزر ليس باسم ابيه وانما هو اسم صنم وهو ابراهيم بن تارح بن ناخور بن ساروع ابن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ ابن ارفخشد بن سام بن نوح عليه السلام الخ

(تفسير القرطبي ص٢٢، ٢٣ ج ٧)

حکایت کی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آزر نام اور تارخ لقب ہو، حسن رح نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا، اور ثعلبی نے کتاب العرائس میں فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ تارح بادشاہ وقت نمرود کے ساتھ معبودانِ باطلہ کے خزائن پر جب نگران و منتظم مقرر ہوئے تو ان کا نام آزر پڑ گیا، اور حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ آزر در اصل بُت کا نام تھا جس کی پرستش تارح کیا کرتے تھے ورنہ ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ نسب یوں ہے، ابراہیم بن تارح بن ناخور بن ساروع بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام الخ

۲۳: تفسیر حُسینی میں ہے:۔

وقصۂ او آنست کہ گفت لابیہ آزر مر پدر خود آزر را کہ در کتب تواریخ نام او تارخ است و آزر لقب اوست

(تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی ص۱۴۹)

اور اس کا قصہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کو فرمایا جس کے متعلق تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا نام تارخ ہے اور آزر اس کا لقب ہے

۲۴: تفسیر بیان القرآن میں حکیم الامّت مولانا تھانوی نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:۔

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر (نامی) سے فرمایا کہ کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو بے شک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں۔ (بیان القرآن صـ ۲۸۵)

۲۵: حضرت اقدس شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ اپنے ترجمہ اور مختصر حواشی میں لکھتے ہیں:۔

قرآن مجید سے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر معلوم ہوتا ہے مگر توراۃ میں ان کا نام تارخ لکھا ہے اور علماء نسب و تاریخ کے نزدیک ان کا نام بھی ہے مفسرین نے اس کے جواب میں کہا ہے شاید ان کے دو نام ہوں گے ایک آزر، دوسرا تارخ، یا ایک نام ہوگا اور دوسرا لقب، (ترجمہ شاہ رفیع الدینؒ تاج کمپنی کراچی

۲۶: تفسیر حقانی کے مصنف علامہ ابو محمد عبدالحق حقانیؒ لکھتے ہیں:۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے، آزر لقب ہوگا یا بالعکس، اور یہ کہنا کہ آزر ان کے چچا تھے اور تارخ باپ، اس لئے کہ کسی نبی کا باپ مشرک نہیں گذرا ہے، محض تکلف ہے۔ (تفسیر حقانی مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ دیو بند صـ ۴۳ ج ۲)

۲۷: شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا لکھتے ہیں:۔

اور یاد کر جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا مانتا ہے بتوں کو خدا۔ الخ صـ ۱۷۶

۲۸: تفسیر عثمانی میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

علماء انساب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ لکھا ہے ممکن ہے تارخ نام اور آزر لقب ہو، ابن کثیرؒ نے مجاہد وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ آزر بت کا نام تھا شاید اس بت کی خدمت میں زیادہ رہنے سے خود ان کا لقب آزر پڑ گیا ہو۔

(تفسیر عثمانی مطبوعہ مدینہ پریس بجنور انڈیا صـ ۱۷۶)

۲۹: تفسیر ماجدی میں آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے علامہ عبدالماجد صاحب دریا آبادی لکھتے ہیں:۔

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ کیا تم بتوں کو معبود قرار دیتے ہو بے شک میں تو تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا دیکھتا ہوں۔ **تفسیر**: حضرت ابراہیم علیہ السلام پر حاشیے پہلے گذر چکے ہیں، آپ ایک بت پرست، اور ستارہ پرست قوم کے درمیان اپنے آبائی ملک بابل یا کلدان (موجودہ عراق)

میں بحیثیت مبلّغ توحید دعوتِ اسلام وتوحید سب سے پہلے اپنے خاندان ہی کے رکن اعظم یعنی اپنے والد کے سامنے پیش کرتے ہیں، آزر عربی توریت میں اس نام کا املاء تارح ملتا ہے اور انگریزی میں تیرا اور تالمود میں ترا، جو لوگ علم اللسان کے مبادی سے بھی واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک ہی نام مختلف زبانوں میں جاجا کر کیسے کیسے عجیب تلفظ اختیار کر لیتا ہے، فلسطین کے قدیم مسیحی مؤرخ یوسیبیس (۲۶۴ تا ۳۴۹ ع) کے ہاں "آثر" یا "ٹاتھر" آیا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی مشابہت ومماثلت آزر سے بالکل ظاہر ہے اور آزر و تارہ بھی اگر ایک ہی مادہ سے مشتق ہوں تو کچھ بعید نہیں اَب ایک گمراہ فرقہ اپنے مخصوص عقائد کے تحفظ و پشت پناہی کی خاطر شروع سے کہتا آرہا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے والد کا نہیں بلکہ چچا کا نام تھا، اور حال کے ایک آدھ جدید گمراہ فرقے بھی یہی کہ رہے ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی تحقیق کے نام کی کوئی چیز نہیں۔ رہے محض "احتمالات وامکانات" یہ تو ہر قطعی سے قطعی مستند میں بھی پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ اَب کو اس کے بالکل کھلے ہوئے ظاہر معنیٰ سے ہٹا کر مجازی استعمال کی طرف لے جانے کے لئے آخر کوئی معقول وجہ بھی تو ہو الخ، (تفسیر ماجدی مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی ص۲۹۷)

۳۰ : تفسیر کشف الرحمٰن میں سحبان الہند حضرت علامہ احمد سعید صاحب دہلویؒ لکھتے ہیں:

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو معبود مانتا ہے اور ان اصنام کو معبود ٹھیراتا ہے یقیناً میں تجھ کو اور تیری تمام قوم کو جو اس باطل عقیدے کی پیروہے صریح گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ (کشف الرحمٰن مطبوعہ رشیدیہ کراچی ص۲۱۷ ج۱)

۳۱ : تفسیر تفہیم القرآن میں سید مودودی صاحب لکھتے ہیں:

ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ یاد کرو جب کہ اس نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا تو بتوں کو خدا بناتا ہے میں تو تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔ (تفہیم القرآن مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ص۵۵۳ ج۱)

۳۲ : کنز الایمان میں مولانا احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں: